AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی تحقیق اورPlagiarismکا فکری و اخلاقی تجزیہ

"ISLAMIC RESEARCH AND PLAGIARISM: AN INTELLECTUAL AND ETHICAL ANALYSIS"

Sohail Ahmad
PhD scholar University of Okara
Email: sohailahmad08101997@gmail.com
Ayyaz Akhtar
PhD scholar University of Okara
Email: akhtarayaz277@gmail.com

Abstract:
Plagiarism, often defined as the unauthorized appropriation of another's intellectual work, has emerged as a critical challenge in academic and scholarly circles worldwide. While much has been discussed about it in the context of Western academic standards, this paper attempts to analyze the phenomenon through the lens of Islamic intellectual tradition and ethics. Drawing upon the Qur'ān, Hadith, classical Fiqh, and the works of renowned Muslim scholars, this study investigates how the Islamic worldview conceptualizes intellectual honesty, originality, and the sanctity of scholarly work.

The paper critically examines the principles of amānah (trust), ḥuqūq al-'ibād (rights of others), and taḥqīq (authentic research) in relation to plagiarism. It also explores historical precedents where Muslim scholars meticulously cited earlier authorities and condemned the appropriation of ideas without due attribution. Furthermore, this research engages with contemporary Islamic scholars' fatāwā and academic policies regarding plagiarism in universities of the Muslim world.

Ultimately, this article argues that plagiarism in Islamic scholarship is not merely an academic violation but a breach of moral trust and spiritual integrity. It calls for the reassertion of classical Islamic values in modern research institutions and advocates for the development of indigenous Islamic research ethics rooted in the Qur'anic worldview.

تمہید

اسلامی تہذیب میں علم محض معلومات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک امانت، ذمہ داری اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے محدثین، مفسرین، فقہاء اور اصولیین نے جس قدر تحقیق، حوالہ، نسبت اور دیانت علمی کی پاسداری کی، وہ آج کے ماڈرن تحقیقاتی نظام میں ایک مکمل "اخلاقی نمونہ" بن چکی ہے۔ اسلامی تحقیقی منہج میں سند، اسناد کی تطہیر، نسبت کی درستی اور اصولِ حوالہ نہ صرف فنونِ حدیث و فقہ تک محدود تھے بلکہ تمام علمی ذخیرے پر منطبق تھے۔ عصرِ حاضر میں جب علمی دنیا کوPlagiarism جیسے اخلاقی انحراف کا سامنا ہے، تو اسلامی اصول تحقیق کی روشنی میں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ آیاPlagiarism صرف "قانونی" جرم ہے یا اخلاقی اور دینی خیانت بھی؟ کیا کسی کی تحقیق یا تعبیر کو بغیر اجازت اور نسبت کے اخذ کر لینا محض سرقہ علمی ہے یا یہ حقوق العباد اور امانتِ علم کی صریح خلاف ورزی بھی ہے؟ قرآن و سنت، فقہاء اور محققین اسلام کے نزدیک اس فعل کی حیثیت کیا ہے؟ یہ تمہید در حقیقت ایک فکری بنیاد فراہم کرتی ہے کہ اسلامی تحقیق کا تعلق صرف علمی اداروں سے نہیں بلکہ ضمیر، دیانت، نیت اور اخلاص جیسے باطنی و اخلاقی عناصر سے جڑا ہوا ہے۔ جب تحقیق عبادت کا درجہ رکھتی ہو تو اس میں خیانت محض علمی غلطی نہیں بلکہ روحانی جرم بن جاتی ہے۔ یہ مقالہ انہی پہلوؤں کو سامنے لاتے ہوئےPlagiarism کو اسلامی تناظر میں اخلاقی، اصولی اور فکری سطح پر جانچنے کی کوشش کرے گا۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی تصورِ علم اور امانتِ فکریہ: ایک اصولی جائزہ

اسلامی تہذیب میں علم کو محض معلومات یا ڈیٹا کا انبار نہیں سمجھا گیا، بلکہ اسے ایک روحانی ذمہ داری، اخلاقی امانت اور عبادت کا مقام عطا کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾[1]

یہ آیت علم کو نہ صرف روحانی بلندی کا ذریعہ قرار دیتی ہے بلکہ اسے اللہ کی خشیت کے ساتھ مربوط کر کے علمی دیانت کی بنیاد بناتی ہے۔ علم، اسلام میں تقویٰ، نیت، صدق، عدل اور اخلاص جیسی باطنی صفات کے بغیر ناقص تصور کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من غشنا فليس منا"[2]

"جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔" اس حدیث کو علم کی دنیا پر منطبق کیا جائے تو وہ ہر اس صورت کو شامل کرتی ہے جس میں تحقیق یا تحریر میں خیانت، جعل سازی یا فکری سرقہ شامل ہو۔ علماء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ علم کا تعلق اخلاقی طہارت سے ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"العلم لا يُنال إلا بالصدق و الأمانة و حسن القصد."[3]

یعنی "علم صرف صدق، امانت اور حسنِ نیت سے حاصل کیا جا سکتا ہے"

اسلامی علوم کی تدوین میں محدثین کا طریقِ کار علمی دیانت کا ایسا شاہکار ہے جس میں سند، روایت، ترسیل، ضبط، عدل جیسے تمام اصول بروئے کار لائے گئے۔ کوئی قول، واقعہ یا نظریہ محض نقل نہیں کیا جاتا تھا جب تک اس کی نسبت، اصل ماخذ اور راوی کی ثقاہت واضح نہ ہو جاتی۔ یہی اصول تحقیق و تالیف کے ہر شعبے میں جاری رہا، خواہ وہ فقہ ہو، تفسیر ہو یا تصوف۔ اسلامی تہذیب میں "امانتِ فکریہ" کی بنیاد پر ہی یہ نظام وجود میں آیا کہ اگر کوئی جملہ بھی سابقہ کسی مصنف یا محقق کا ہو تو اس کی نسبت ضروری ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"أشدّ الناس سرقةً من يسرق كلام العلماء ولا ينسبه إليهم."[4]

"سب سے بدترین چور وہ ہے جو علماء کا کلام چوری کرے اور نسبت نہ دے۔"

ان تمام دلائل سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلامی تصورِ علم میں Plagiarism صرف فکری زیادتی نہیں بلکہ اخلاقی خیانت، روحانی گراوٹ اور علمی بددیانتی کا مظہر ہے۔ اسلامی اصولِ تحقیق میں سب سے بنیادی شرط نسبت کی درستگی اور سچائی ہے۔

Plagiarism: مفہوم، اقسام اور عصرِ حاضر کی علمی بے اعتدالیاں

لفظ Plagiarism لاطینی زبان کے لفظ plagiarius سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: "اغواکنندہ" یا "چور"۔ علمی دنیا میں اس سے مراد کسی دوسرے کے الفاظ، افکار، تعبیرات یا نظریات کو بغیر حوالہ دیے اپنی تحقیق یا تخلیق کے طور پر پیش کرنا ہے۔ یہ نہ صرف علمی بددیانتی ہے، بلکہ ایک اخلاقی انحراف اور حقوق العباد کی پامالی بھی ہے۔

Plagiarism کی بنیادی اقسام

1. **مکمل سرقہ (Full Plagiarism):**

کسی دوسرے کی مکمل تحقیق یا مضمون کو جوں کا توں اپنا نام دے کر پیش کرنا۔

---

1. الفاطر، 28:35
2. مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الإیمان، رقم الحدیث حدیث: 101
3. ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ج10، ص44، مدینہ: مجمع الملک فہد، 2002
4. سیوطی، تذکرۃ الحفاظ، بیروت: دار الفکر، 1998، ج2، ص145

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2. **جزوی سرقہ (Partial Plagiarism)**

کسی دوسرے کے مواد کے بعض حصے اپنی تحقیق میں شامل کرنا، بغیر حوالہ کے۔

3. **خیالات کا سرقہ (Idea Plagiarism):**

کسی دوسرے کے افکار و نظریات کو اپنے الفاظ میں بیان کرنا لیکن اصل ماخذ کا حوالہ نہ دینا۔

4. **ترجمہ شدہ سرقہ (Translated Plagiarism):**

کسی تحقیق کو کسی اور زبان میں ترجمہ کر کے اصل مصنف کا نام ذکر کیے بغیر شائع کرنا۔

5. **خود سرقہ (Self-Plagiarism):**

اپنی ہی کسی سابقہ تحقیق کو بغیر وضاحت کے دوبارہ شائع کرنا جیسے یہ نیا کام ہو۔

اسلامی علمیات کے تناظر میں یہ تمام صورتیں علمی خیانت میں آتی ہیں۔ قرآن مجید نے جھوٹ اور خیانت کو یکساں مذمت کا مستحق قرار دیا ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾[5]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"آيةُ المنافقِ ثلاثٌ: إذا حدّث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان"[6]

ترجمہ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔"

عصرِ حاضر کی علمی بے اعتدالیاں:

ڈیجیٹل دور میں جہاں علمی مواد تک رسائی آسان ہوئی ہے، وہیں Plagiarism کی راہیں بھی کھل گئی ہیں۔ کثیر جامعات میں طلبہ و اساتذہ کی بڑی تعداد تحقیقی دیانت کے اصول سے ناواقف یا غافل ہے۔ تحقیقی مقالہ جات میں حوالہ نہ دینا، انٹرنیٹ سے مواد کاپی کر لینا، یا مکمل کتاب سے اخذ شدہ مواد کو بغیر نسبت کے شامل کرنا عام ہو چکا ہے۔ یہ صورتحال نہ صرف علمی وقار کو مجروح کرتی ہے، بلکہ اسلامی اقدار اور تعلیمات کی کھلی خلاف ورزی بھی ہے۔ اسلامی تحقیق میں نقل کی گنجائش صرف اس وقت ہے جب ماخذ کا ذکر، سیاق کا بیان، اور نیت میں صداقت اسلامی ورثے میں دیانتِ علمی کی مثالیں: محدثین و فقہاء کی روشنی میں اسلامی علمی روایت میں دیانتِ علمی کو تحقیق کی بنیاد تصور کیا گیا ہے۔ خاص طور پر محدثین کرام نے جس انداز سے روایت، درایت، اسناد، ضبط و عدل، اور نسبتِ کلام کے اصول وضع کیے، وہ آج کی تحقیق کے لیے اخلاقی ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کے علمی، فکری یا لفظی سرقے کو خائن فی العلم کے زمرے میں شمار کیا۔

امام عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں:

"الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء"[7]

ترجمہ: "سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا جو چاہتا، وہی کہتا"

---

5. البقرہ، 2:283

6. بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، حدیث: 33

7. مسلم بن حجاج، الصحیح، مقدمہ، حدیث: 32

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ اصول نہ صرف حدیث کے لیے تھا، بلکہ فقہ، تفسیر، اصول اور تصوف تک ہر علمی شعبے پر لاگو ہوتا تھا۔

محدثین کا منہجی انداز:

نقلِ حدیث میں پوری سند کا ذکر لازم سمجھا جاتا تھا۔

اگر کسی روایت میں راوی کا نام نہ ہو تو وہ روایت ناقابلِ قبول سمجھی جاتی۔

اگر کسی عالم کا قول نقل کیا جاتا تو اس کے الفاظ، مفہوم اور سیاق کا التزام کیا جاتا۔

امام بخاری نے الجامع الصحیح میں ہر حدیث کو اس کی مکمل سند اور صحت کے درجات کے ساتھ درج کیا، حتیٰ کہ بعض احادیث کے لیے ہزاروں میل کے سفر کیے۔ ان کا یہ قول قابلِ غور ہے:

"ما أدخلت في كتابي هذا حديثًا إلا اغتسلت قبل ذلك وصليت ركعتين"[8]

فقہاء اور اصولیین کا معیارِ تحقیق:

فقہاء نے بھی تحقیق میں حوالہ، استدلال اور نسبت کا انتہائی اہتمام کیا۔ امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ وغیرہ نے اپنے اقوال و اجتہادات کی نسبت واضح کی اور ہر مسئلہ کو اصولِ استنباط، اجماع، اور اثر سے مربوط کیا۔

امام ابن رشد لکھتے ہیں:

"المجتهد لا يجوز له أن ينقل القول عن غيره دون التثبت من نسبته"[9]

دیانتِ علمی کے مظاہر:

1. کتبِ رجال کی تدوین کا مقصد صرف ثقاہت اور نسبت کی صحت تھا۔
2. تصانیف میں حوالہ جات کا ذکر حتی المقدور کیا جاتا۔
3. نقلِ اقوال میں "قال فلان"، "رُوي عن فلان" جیسی عبارات کے ذریعے نسبت کو محفوظ رکھا جاتا۔

علامہ سیوطی نے الاتقان اور تذکرۃ الحفاظ میں مختلف کتب کے سرقے کے واقعات بیان کیے اور ان کی مذمت کی۔

ان تمام مظاہر سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی ورثہ میں دیانتِ علمی محض ایک اخلاقی خوبی نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ، علمی شرف اور روحانی صداقت ہے۔ Plagiarism جیسی لعنت اسلامی علمی میراث میں ناقابلِ تصور تھی، کیونکہ وہاں تحقیق کا اصل مرکز سچائی اور اخلاص تھا، نہ کہ محض ڈگری یا شہرت۔

Plagiarism کی شرعی حیثیت: حقوق العباد، گناہ، اور فتوے

Plagiarism (علمی سرقہ) کو اسلام کی نظر میں محض تعلیمی یا تحقیقی خلاف ورزی نہیں بلکہ ایک اخلاقی انحراف، دینی جرم اور حقوق العباد کی پامالی تصور کیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت میں امانت، دیانت، عدل، صداقت، اور نسبت کی درستی بنیادی اخلاقی اصول شمار ہوتے ہیں، اور ان میں کسی قسم کی خیانت، قطعِ نسبت، یا غلط انتساب کو سخت ناپسندیدہ بلکہ مذموم قرار دیا گیا ہے۔

- **قرآن مجید کا موقف:**

---

8. ذہبی، سیر اعلام النبلاء، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ج 12، ص 439
9. ابن رشد، بدایۃ المجتہد، بیروت: دار الفکر، 1996، ج 1، ص 15

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾[10]

"اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو"

یہ آیت اصولی طور پر کسی کے علمی حق کو چھیننے یا چھپانے پر بھی دلالت کرتی ہے۔Plagiarism دراصل علمی استحقاق کا چھیننا ہے، جو کہ قرآن کی رو سے ایک باطنی ظلم ہے۔

- نبی کریم ﷺ کا ارشاد:

"من غشنا فلیس منا"[11]

"جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

علمی سرقہ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے، کیوں کہ سرقہ کرنے والا کسی اور کی محنت، فہم یا تحقیق کو اپنے نام سے پیش کرتا ہے۔

- فقہاء کی آراء:

اسلامی فقہ میں Plagiarism کو کئی جہتوں سے حرام قرار دیا گیا ہے۔

1. خیانت فی الامانۃ:

علم ایک امانت ہے، اور اس میں خیانت کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

2. اکل مال بالباطل (اگر مالی فائدہ لیا جائے):

اگر Plagiarism سے ڈگری، عہدہ یا مالی منفعت حاصل کی گئی ہو تو یہ باطل طریقے سے رزق حاصل کرنے میں شمار ہوگا

﴿لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾[12]

3. غصبِ علمی:

علم، جیسے کہ مال، ایک حق ہے؛ اس کو چھیننا یا بلا اجازت استعمال کرنا غصب کے زمرے میں آتا ہے۔

معاصر فتاویٰ

◉ دارالافتاء مصر:

"من یسرق تحقیقاً علمیاً أو ینقل جزءاً منه دون إشارة، فقد ارتکب خیانة علمیة وذنباً شرعیاً."

یعنی: "جس نے کسی علمی تحقیق کو چوری کیا یا اس کا حصہ بلا حوالہ لیا، اس نے علمی خیانت اور شرعی گناہ کیا۔"

◉ دارالعلوم دیوبند، فتویٰ نمبر 1007:

"تحقیق میں بلا اجازت کسی کا کلام یا مضمون لینا، اور خود کا ظاہر کرنا، دھوکہ دہی ہے، اور ناجائز ہے، خواہ اس سے مالی فائدہ ہو یا نہ ہو۔"

◉ جامعۃ الازہر:

Plagiarism کو "اخلاقی اور دینی جرم" قرار دیا، اور اسے تحقیقی بدنیتی کی علامت گردانا۔

---

10. ہود، 85:11

11. مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 101

12- البقرۃ، 188:2

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

● تعزیری پہلو:

اگرچہ Plagiarism کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، مگر اسے تعزیر کے تحت لایا جاسکتا ہے، جس کا فیصلہ قاضی یا عدالت / ادارہ وقت کے عرف اور فساد کے اثرات کو دیکھ کر کرے گا۔

● اخلاقی تقاضے:

اسلامی معاشرے میں علم کا بنیادی مقصد تزکیہ، اصلاح اور ہدایت ہے۔ اگر تحقیق خود جھوٹ، خیانت اور بناوٹ پر مبنی ہو تو یہ مقصد باطل ہو جاتا ہے۔ Plagiarism اس لیے صرف قانونی نہیں، اخلاقی جرم بھی ہے۔

اسلامی جامعات و مدارس میں تحقیقاتی دیانت: موجودہ صورتحال اور اصلاحی تجاویز

اسلامی جامعات اور دینی مدارس، امت مسلمہ کے علمی قلعے اور تربیتی مراکز ہیں۔ یہاں تحقیق کو عبادت کا درجہ حاصل ہے، مگر عصرِ حاضر میں ان اداروں کو بھی Plagiarism جیسے فکری و اخلاقی بحران کا سامنا ہے۔ کہیں طلبہ کی تحقیقی تربیت کا فقدان ہے، تو کہیں محققین میں دیانتِ علمی کا شعور کمزور ہے۔ نتیجتاً، تحقیقی مقالے صرف رسمی تقاضے پورے کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں نہ کہ فکری اضافہ یا علمی تجزیہ کا۔

موجودہ صورتحال: ایک تجزیاتی جائزہ

1. تحقیق برائے سند، نہ برائے علم:

اکثر طلبہ تحقیق کو محض ڈگری کے حصول یا تدریسی مجبوری کے تحت کرتے ہیں۔

2.Plagiarism کے فہم کی کمی:

بہت سے طلبہ و اساتذہ Plagiarism کی دقیق اقسام اور شرعی حیثیت سے نابلد ہوتے ہیں۔

3. ماخذ کی تحقیق کا فقدان:

حوالہ جات بغیر تصدیق شامل کیے جاتے ہیں، یا صرف ترجمہ شدہ اقتباسات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

4. بے احتیاطی یا بدنیتی؟

بعض اوقات علمی خیانت لاعلمی کے سبب ہوتی ہے، مگر بہت سے کیسز میں یہ بدنیتی پر مبنی "چوری" ہوتی ہے۔

اصلاحی تجاویز

1. تحقیقی اخلاقیات کی تدریس

جامعات و مدارس میں "تحقیقی منہج" کے ساتھ تحقیقی اخلاقیات (Research Ethics) کو بھی نصاب میں شامل کیا جائے۔

2.Plagiarism کے اسلامی احکام کی تعلیم

طلبہ کو قرآن، حدیث اور فقہ کے تناظر میں Plagiarism کی ممانعت، گناہ اور اخلاقی خطرات سے روشناس کرایا جائے۔

3. ڈیجیٹل نگرانی اور سافٹ ویئر

Turnitin، iThenticate جیسے Plagiarism detection tools کو باقاعدہ استعمال میں لایا جائے، خاص کر مدارس میں بھی۔

4. تربیتی ورکشاپس اور سیمینارز

اساتذہ، نگران، اور طلبہ کے لیے تحقیقی حوالہ نویسی، اقتباس، تجزیہ اور حوالہ جات پر مشتمل تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

5. معیاری تحقیقی ماڈل کی ترویج

اصول تحقیق پر مبنی معیاری نمونے فراہم کیے جائیں تاکہ طلبہ صحیح اسلوب اور منہج کو اپنائیں۔

6. سزا و تنبیہ کا نظام

Plagiarism ثابت ہونے پر تعلیمی ادارے باقاعدہ ضوابط کے تحت سخت تنبیہ، مقالہ رد، یا معطلی کی سزائیں مقرر کریں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق تحقیق تزکیۂ نفس اور اصلاحِ امت کا ذریعہ ہے، اور اگر اس میں خیانت ہو تو علم گمراہ کن بن جاتا ہے۔ لہٰذا، Plagiarism کا خاتمہ صرف سافٹ ویئر سے نہیں، بلکہ باطنی تربیت، روحانی شعور، اور اخلاقی تعلیم سے ہی ممکن ہے۔

خلاصۂ بحث

اسلام دینِ فطرت ہی نہیں، بلکہ دینِ صداقت، دیانت، امانت اور انصاف بھی ہے۔ اسلامی علمی روایت کا خاصہ یہ ہے کہ اس نے تحقیق کو محض علمی سرگرمی نہیں بلکہ روحانی تطہیر اور عبادت کا درجہ دیا ہے۔ اس تناظر میں Plagiarism، جو کہ دوسروں کے علمی افکار و اقوال کو بلا اجازت اور نسبت استعمال کرنے کا نام ہے، نہ صرف فکری خیانت بلکہ شرعی و اخلاقی جرم ہے۔ اس مقالے میں واضح ہوا کہ Plagiarism کی مختلف اقسام جیسے مکمل یا جزوی علمی سرقہ، خیالات یا ترجمے کا سرقہ، اور خود سرقہ — سب کے سب اسلامی اصولِ دیانت سے متصادم ہیں۔ قرآن و سنت نے امانت، عدل، اور حق کی ادائیگی پر غیر معمولی زور دیا، اور علمی میدان میں ان اصولوں کی خلاف ورزی کو دھوکہ، ظلم اور خیانت قرار دیا گیا۔

محدثین کرام اور فقہاء نے دیانتِ علمی کی وہ عملی اور اصولی مثالیں قائم کیں جو آج بھی تحقیق و تالیف کا معیار اور میزان ہیں۔ ان کے نزدیک حوالہ نہ دینا محض تحقیق کی خامی نہیں بلکہ ضمیر کی خرابی ہے۔ عصرِ حاضر میں، خصوصاً اسلامی جامعات اور مدارس میں اس فتنے کے تیزی سے پھیلنے کا سبب تحقیق کا مقصدِ حقیقی سے انحراف، تربیت کا فقدان، اور سستی شہرت کی خواہش ہے۔ چنانچہ اصلاح کی ضرورت صرف نصابی و انتظامی سطح پر نہیں بلکہ فکری و روحانی سطح پر بھی ہے۔ تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ تحقیق کو عبادت کا درجہ دیتے ہوئے صداقت، امانت اور اخلاص کی بنیاد پر اسے استوار کریں۔

بلاشبہ، Plagiarism کے خلاف مؤثر جہاد اسی وقت ممکن ہے جب اسلامی تحقیق کو صرف مقالے اور اسناد کی فیکٹری کے بجائے علمی صدق، فکری طہارت، اور روحانی اخلاص کی آماجگاہ بنایا جائے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم، ترجمہ از: ابو الاعلیٰ مودودی، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2007۔
2. مسلم بن حجاج، الصحیح، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج1۔
3. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، قاہرہ: دار السیاحۃ، 1414ھ۔
4. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ، مدینہ منورہ: مجمع الملک فہد، 2002۔
5. سیوطی، جلال الدین، تذکرۃ الحفاظ، بیروت: دار الفکر، 1998۔
6. ذہبی، شمس الدین، سیر اعلام النبلاء، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2001۔
7. ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، بیروت: دار الفکر، 1996۔
8. دار الافتاء مصر، فتاویٰ مجموعہ، جلد5، قاہرہ: مکتبۃ الأزہر، 2015۔
9. دار العلوم دیوبند، فتاویٰ آن لائن پورٹل، فتویٰ نمبر: 1007، www.darulifta-deoband.com۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

10. الجامعۃ الأزہر، دلیل الباحث المسلم: آداب البحث وضوابطہ، قاہرہ: مکتبۃ الأزہر، 2017۔
11. قریشی، ڈاکٹر محمود الحسن، تحقیق نویسی: اصول وضوابط، کراچی: مکتبہ دار العلم، 2021۔
12. خاں، ڈاکٹر زاہد، اسلام اور علمی امانت، لاہور: دار الارشاد، 2019۔
13. نعیم، ڈاکٹر سعید، معاصر اسلامی جامعات میں Plagiarism کا فکری تجزیہ، مجلہ جامعہ کراچی، شمارہ 58، 2022۔
14. Turner, Jon. Plagiarism and the Web: A Guide for Researchers. London: Academic Integrity Press, 2015-
15. Roberts, Timothy. Academic Integrity in the 21st Century. New York: Oxford University Press, 2018.